فتنہ تکفیر اور منہج اعتدال
خطبہ جمعہ
فضیلۃ الشیخ سعود الشریم حفظہ اللہ

فتنہ تکفیر اور منہج اعتدال

امام کعبہ فضیلۃالشیخ سعود الشریم حفظ اللہ

(خطبہ جمعۃالمبارک)

حمد و ثناء کے بعد:

لوگو! میں اپنے آپ کو اور آپ سب کو اللہ عز و جل کا تقوی اختیار کرنے کی وصیت و تاکید کرتا ہوں۔ اللہ آپ پر رحم فرمائے۔ اللہ کا تقوی اختیار کرو کیونکہ یہ تقوی ایک ڈھال ہے جس سے بچاؤ کرنے والے اپنا بچاؤ کرتے ہیں۔ اور اللہ کا خوف و خشیت ایک مضبوط آہنی کنڈا ہے جسے پکڑنے والے تھامتے ہیں اور فرائض کی ادائیگی اور حرام اشیاء و امور سے اجتناب کرنے کا وہ اعلی وسیلہ ہے جسے تلاش کرنے والے لئے لوگ اپنے لئےوسیلہ بناتے ہیں۔

مقاصد شریعت:

مسلمانو! جو شخص عبادات و معاملات، آداب و اخلاق اور اوامر و نواہی میں پائے جانے والے مقاصد شریعت پر غور و فکر کرے۔ اس کے سامنے ایک بہت بڑا مقصد اور ایک بلند علم یہ آتا ہے کہ ان سے مقصد باہمی اتحاد و اتفاق پیدا کرنا، دلوں میں محبت کی تخم ریزی کرنا، الفتوں کے بیج بونا، افراد امت میں پیار و محبت کو پھیلانا، باہمی مدد و نصرت پر آمادہ کرنا، عداوت و دشمنی کے اسباب سے دور رہنا، نفرت پر اکسانے والے جذبات سے بچانا اور دلوں میں حقد و بغض اور میل پیدا کرنے سے دور ہٹانا ہے۔ اس کے ساتھ ہی ان عبادات وغیرہ کے مقاصد میں سے ہی ایک اہم مقصد یہ بھی ہے کہ مسلمانوں کو ایک دوسرے پر طعن و تشنیع کرنے، انھیں عیب دینے، اشاروں کنایوں کے ذریعے ان کی ذلت و سبکی کرنے اور ان کے بھیدوں کو آشکارا کرنے، رازوں کو افشاء کرنے، ان کی پوشیدہ کوتاہیوں کو ٹٹولنے اور ننگا کرنے، ان سے بدظنی رکھنے اور انھیں بدعت، کفر، نفاق، فسق و ظلم اور جہالت جیسے بہتان لگانے سے سختی کے ساتھ خبردار کرنا ہے۔

اتحاد کی برکات:

مسلمانو! مسلمانوں کا اتحاد و اتفاق اللہ کی شریعت کو قائم و نافذ کرنے، اسلام کے شعائر اور شعار کا اظہار کرنے، بر و تقوی کے کام میں باہمی تعاون کرنے، نیکیوں کا حکم دینے، برائیوں سے روکنے اور ہر

مسلمان کے ساتھ مشفقانہ خیر وخواہی کرنے کا وسیلہ وذریعہ ہے۔ اور مسلمانوں میں اس وقت تک قوت پیدا نہیں ھو سکتی ، نہ ان کی بات کا اثر و نفوذ ہو سکتا ہے اور نہ ہی ان کا دفاع مضبوط ہو سکتا ہے جب تک کہ ان میں باہمی مدد و نصرت اور تعاون نہ ہو۔

ملت کفر کا جھپٹ پڑنا:

برادران اسلام ! نیر نگی زمان ، فتنوں کی گمراہیاں ، دشمنوں کا باہمی گٹھ جوڑ اور غیر مسلم قوموں کا بھوکوں کے کھانے پر جھپٹ پڑنے کا موجودہ انداز اپنے بھائیوں کے خیر خواہ اور اپنی امت کے تمام غیور مسلمانوں کو اس بات کی دعوت دے رہا ہے کہ وہ دانستہ یا نادانستہ دشمنوں کے ہاتھوں کا کھلونا اور آلۂ کار نہ بنیں اور اپنے ہی مسلمان بھائیوں کو گالیاں نہ دیں ، کسی کی تحقیر وتذلیل نہ کریں ، کسی میں عیب و نقص نہ نکالیں ، کس کو بدعتی اور کسی کو کافر قرار نہ دیں اور اس حد کو نہ جالیں کہ شائد کوئی کافر تو اس کی بدزبان سے بچ جائے مگر مسلمان کوئی نہ بچنے پائے۔

فتنۂ تکفیر:

اللہ کے بندو ! اللہ آپ کی حفاظت فرمائے آج ہم ایک خطرناک فتنے کی طرف توجہ دلانے کے لئے آپ کو دعوت دینے جارہے ہیں جس فتنے نے بعض ملکوں اور جماعتوں میں سر اٹھانا شروع کر دیا ہے ۔ تمام اہل علم و ایمان اہل فضل و صلاح ، اہل دین اور غیرت مند مسلمانوں کے لے لازمی ہے کہ وہ اس فتنے کا ڈٹ کر مقابلہ کریں اور دوسروں کو اس سے خبردار کریں ، اور خود بھی اس سے بچ کر رہیں۔

سلف صالحین امت نے اس فتنے سے خبردار کیا ، اس کے خطرات و نقصانات کو واضح کیا اور یہ فتنہ ہے " مسئلہ تکفیر " یعنی ایک مسلمان کا اپنے دوسرے مسلمان بھائی کو کافر قرار دینا۔ کسی مسلمان کے بارے میں ظالمانہ فتوی صادر کر دینا کہ وہ ملت اسلام سے خارج ہو گیا ہے اور اسے اہل کفر و شرک میں سے شمار کرنا اور پورے جزم کے ساتھ یہ کہنا کہ وہ قطعی جہنمی ہے جس میں وہ ہمیشہ رہے گا۔

--عیاذ باللہ ولا حول ولا قو الا باللہ العلی العظیم --

مسئلہ تکفیر بہت بڑے مسائل اور عظیم قضایا میں سے ہے اور اس کے بہت برے اثرات رونما ہوتے ہیں۔ لہٰذا کسی مسلمان کے لئے یہ حلال و روا نہیں کہ وہ اس فعل تکفیر کا ارتکاب کرے سوائے اس کے کہ اس کے پاس اللہ کی کتاب سے کوئی دلیل وہ ہو جو دلالت میں دوپہر کے سورج سے بھی زیادہ روشن و واضح ہو۔ علماء سلف اور علماء خلف سبھی نے اس مسئلے کی خطرناکی پر متنبہ کیا ہے۔

اور اسکے کیا کیا اثرات مرتب ہوتے ہیں اور دنیا و آخرت میں اس کے کیا کیا نتائج نکلتے ہیں ان سب چیزوں کو اہل علم نے خوب بیان کیا ہے۔

(1) شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ:

شیخ الاسلام ابن تیمیہ فرماتے ہیں:

"یہ بات بخوبی ذہن نشین کر لیں کہ مسائل تکفیر و تفسیق، ان مسائل اسماء و احکام میں سے ہیں جن سے دار آخرت میں وعدہ و وعید کا تعلق ہے اور انہی مسائل سے کسی سے محبت و عداوت کا تعلق ہے ایسے ہی انہی سے کسی کے قتل یا اس کے خون کے معصوم و حرمت والا ہونے کا بھی واسطہ ہے اور اس دنیا کے کئی دیگر معاملات کا بھی انہی سے علاقہ ہے۔

اللہ تعالی نے مومنوں کے لئے جنت واجب کی ہے اور کافروں کے لئے جنت حرام قرار دی ہے اور یہ کلی احکام ہر وقت اور ہر جگہ کے لئے یکساں ہیں۔

(2) امام ابن الوزیر رحمۃ اللہ علیہ:

مسلمانوں کی جماعتوں اور اسلام کی طرف منسوب علماء کے گروہوں کو ملت اسلامیہ سے خارج قرار دینے اور انھیں کافر سمجھنے میں اور انھیں اسلام میں داخل ماننے، ان کے ذریعے اسلام کی مدد و نصرت کرنے، ان کے تعاون سے مسلمانوں کی تعداد بڑھانے اور انکے دست و باز کو مضبوط کرنے اور اسلام کو تقویت دینے میں کتنا فرق ہے۔ انھیں کافر قرار دینے کی کوشش کرنا حلال و جائز نہیں اور وہ بھی ان دلائل سے جو کہ دوسرے ان دلائل سے معارض و مخالف ہیں جو کہ ان سے زیادہ قوی یا کم از کم انہی کے درجہ کے ہیں اور ان دلائل سے مسلمانوں میں اتحاد و اتفاق کو بھی مدد ملتی ہے، وہ اسلام کی تقویت کا

باعث بھی ہیں، ان کی بدولت خونریزی کا خاتمہ ہوتا ہے اور فتنوں کی آنچ دھیمی پڑتی ہے۔ آگے چل کر وہ لکھتے ہیں:

[خارجیوں کو سخت سزائیں دی گئیں اور ان کی شدید مذمت کی گئی کیونکہ انھوں نے گناہگاروں مسلمانوں کو کافر قرار دے دیا تھا۔ خود دوسروں کو کافر قرار دینے والے بھی کسی ایسے فعل کا ارتکاب کر سکتے ہیں جس فعل پر وہ دوسروں کو کافر قرار دیتے ہیں۔ یہ دین میں انتہائی خطرناک اقدام ہے لہٰذا اس سے سخت پرہیز کرنا چاہیے۔

(3) شیخ عبداللہ بن محمد بن عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ:

شیخ الاسلام امام الدعوۃ کے بیٹے شیخ عبد اللہ بن محمد بن عبد اللہ لکھتے ہیں:

" مختصر یہ کہ جو شخص اپنے نفس کا خیر خواہ ہو اسے چاہیے کہ وہ اللہ کی طرف سے علم و برہان کے بغیر اس مسئلہ پر زبان نہ کھولے اور کسی مسلمان کو محض اپنے فہم اور عقلی استحسان کی بناء پر اسلام سے خارج نہ کر دے۔ کسی کو اسلام سے خارج کر دینا امور دین میں سے ایک بہت بڑا اقدام ہے" ۔

(3) امام شوکانی رحمۃ اللہ علیہ:

امام شوکانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"یہ بات ذن میں بٹھا لیں کہ کسی مسلمان آدمی کے بارے میں یہ حکم و فتوی صادر کر دینا کہ وہ دین اسلام سے خارج اور کفر میں داخل ہو چکا ہے۔ یہ بات کسی بھی اللہ پر ایمان رکھنے اور روز قیامت پر یقین والے شخص کے لیے روا نہیں سوائے اس کے کہ اس بات پر دوپہر کے سورج سے بھی زیادہ واضح روشن دلیل و برہان قائم ہو جائے۔ کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مروی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح احادیث میں یہ بات ثابت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

[جس نے اپنے کسی مسلمان بھائی سے کہا: اے کافر! تو ان دونوں میں سے کوئی ایک اسی نام کا مستحق ہو جائے گا] ۔ جبکہ ایک دوسری روایت میں یوں ہے:

[جس نے کسی مسلمان کو کفر کے ساتھ مخاطب کیا اسے کہا : اے اللہ کے دشمن اور وہ ایسا نہ ہوا تو یہ نام خود کہنے والے پر لوٹ آئیں گے] ۔

ایک اور حدیث میں ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

[جس نے کسی مومن کو کافر قرار دیا، اس نے اسے گویا قتل کر دیا] ۔

(4) امام ابن دقیق العید رحمۃ اللہ علیہ :

مذکورہ احادیث کی تشریح بیان کرتے ہوئے امام ابن دقیق العید کہتے ہیں:

" کسی مسلمان کو کافر قرار دینے والے کے لئے یہ بڑی سخت وعید ہے جبکہ وہ ایسا نہ ہو " ۔ اسی طرح وہ لکھتے ہیں:

" یہ ایسی دلدل ہے کہ علماء کرام کی بہت بڑی تعداد اس میں مبتلا ہو چکی ہے۔ انھوں نے عقائد میں باہم اختلاف کیا اور ایک دوسرے کو کافر قرار دے دیا " ۔

تکفیر : حق الہی :

مسلمانو ! کسی کو کافر قرار دینا یا کسی کا کافر ہونا ایک شرعی حکم وامر ہے۔ کافر وہ ہے جسے اللہ تعالی یا اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم کافر قرار دیں ۔ کافر قرار دینا کسی دوسرے کا حق نہیں ہے ۔ بلکہ یہ تو صرف اللہ تعالی کا حق ہے ۔ اس بات کی وضاحت کرتے ہوئے شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

" یہی وجہ ہے کہ اہل علم اور اہل سنت اپنے مخالف کو کافر نہیں کہا کرتے تھے اگرچہ وہ مخالف انھیں کافر قرار دیا کرتا تھا۔ اپنے مخالف کا انہی کلمات میں رد کرے یا بدلہ لے جیسے اگر آپ پر کوئی جھوٹ بولے تو بدلہ میں آپ اس پر جھوٹ نہیں بولیں گے ۔ کیونکہ جھوٹ اللہ کی طرف سے حرام ہے ، اسی طرح ہی تکفیر بھی اللہ کا حق ہے لہٰذا ایسے کسی شخص کو کافر نہیں قرار دیا جائے گا جسے اللہ نے اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کافر قرار نہ دیا ہو۔ اور آگے چل کر وہ لکھتے ہیں:

"دین سے نکل جانے والے خوارج جن سے جنگ کرنے کا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ اور صحابہ وتابعین میں سے دوسرے آئمہ دین نے ان سے جنگ کی اور ان خوارج کی گمراہی کتاب وسنت سے ثابت ہو چکی ہے لیکن اس کے باوجود آئمہ میں سے کسی نے انھیں کافر قرار نہیں دیا البتہ ان سے جنگ کی گئی جو کہ ان کے باغیانہ رویہ اور سرکشی کی وجہ سے تھی۔ لہٰذا ایسے گروہ یا جماعتیں جنھوں نے باہم اختلاف کیا اور بعض مسائل میں ان پر حق مخفی و مشتبہ رہ گیا اور ان سے بھی بڑے اہل علم گروہ نے اس میں غلطی کی۔ ایسے میں کسی جماعت کو حق نہیں کہ وہ دوسرے گروہ کو کافر کہے اور نہ ہی اس کا مال یا جان حلال سمجھے۔

اس سے آگے جا کر وہ تحریر فرماتے ہیں:

"جہمیہ کو کافر قرار دینا سلف صالحین امت کے نزدیک معروف ہے لیکن وہ انھیں نام بنام کافر قرار نہیں دیا کرتے تھے بلکہ جو شخص کسی بات کی طرف دعوت دیتا ہے وہ اس شخص سے بڑھ کر ہوتا ہے جو اس کا قائل ہے اور جو شخص مخالف کا رد کرتا اور اسے سزا دیتا ہے وہ اس سے بڑھ کر ہوتا ہے جو کہ اس کی طرف محض دعوت دیتا ہے۔ اور جو شخص اپنے مخالف کو کافر قرار دیتا ہے وہ اس سے بڑھ کر ہے جو کہ اسے محض سزا دیتا اور اس کا رد کرتا ہے۔ اور اس سب کچھ کے باوجود بعض حکمران جو کہ جہمیہ کا عقیدہ رکھتے تھے اور یہ کہتے تھے کہ قرآن مخلوق ہے اور یہ نظریہ رکھتے تھے کہ:

"آخر میں بھی اللہ کا دیدار نہ ہوگا"۔ اور لوگوں کو اس بات کا اقرار کرنے کی دعوت دیتے تھے۔ انھیں آزمائش و امتحان میں ڈالتے اور اگر کوئی اس بات کو قبول نہ کرتا تو انھیں سزائیں دیتے تھے اور جو ان کی بات نہ مانتا اسے وہ کافر بھی قرار دیا کرتے تھے۔ اس سب کچھ کے باوجود امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے لیے رحم کی دعائیں کیں اور ان کے لیے اللہ سے مغفرت و بخشش طلب کی اور یہ اس لیے کہ انھیں اس بات کا علم تھا کہ ان لوگوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب نہیں کی بلکہ انھوں نے تاویل کی مگر اس میں غلطی کر گئے اور ایسا کہنے والوں کی تقلید میں لگ گئے"۔

بلکہ شیخ الاسلام نے تو اس سے آگے چل کر یہ بھی فرمایا ہے:

"امام احمد بن حنبل رحمۃاللہ علیہ نے جہمیوں کے پیچھے نمازیں بھی پڑھیں جبکہ انھوں نے لوگوں کو اپنے نظریات کی طرف دعوت دی۔ لوگوں کو امتحان میں مبتلا کیا اور جن لوگوں نے ان کی موافقت نہ کی انھیں سخت سزائیں دیں۔ امام احمد اور ان جیسے دیگر اساطین علم نے انھیں کافر قرار نہیں دیا۔ بلکہ وہ انھیں اہل ایمان سمجھتے، ان کی امامت کا اعتراف کرتے، ان کے لیے دعائیں کرتے اور ان کا اہتمام کرنا مناسب سمجھتے تھے اور ان کے پیچھے نمازیں پڑھتے، ان کے ساتھ حج کرنے اور ان کے پہلو بہ پہلو جہاد کرنے کو ضروری سمجھتے تھے اور ان کی حکومت کی بغاوت کرنے کو ناجائز سمجھتے اور اس سے منع کیا کرتے تھے۔ وہ اور دیگر آئمہ دین ان جہمیوں کے اقوال باطل کا انکار کرتے تھے جو کہ کفر عظیم پر مبنی تھے۔ اگرچہ وہ لوگ خود نہیں جانتے تھے کہ ان کے وہ اقوال انتہائی کفریہ ہیں۔ امام صاحب ان کا انکار کرتے اور انھیں رد کرنے کے لیے حسب استطاعت کوشش کرتے تھے اور اس طرح وہ اظہار حق اور غلبۂ دین و سنت کے لیے اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اور ملحد جہمیوں کی پیدا کردہ بدعات کے انکار و رد اور افراد امت و آئمہ مؤمنین کے حقوق کا خیال رکھنے جیسی تمام صفات کو یکجا کر لیتے تھے اگرچہ کہ وہ جہمیہ جاہل، اہل بدعت ظالم اور فاسق و فاجر لوگ تھے"۔

مسلمانو! صورت احوال جب ایسی ہے تو اس بات کا علم ہونا چاہیے کہ ایمان و کفر کا مقام دل ہے اور دلوں کے بھیدوں کی اطلاع اللہ کے سوا کسی کو نہیں ہوتی۔ چنانچہ ارشاد الٰہی ہے:

"جو شخص ایمان لانے کے بعد اللہ کے ساتھ کفر کرے، وہ نہیں جو (کفر پر زبردستی) مجبور کیا جائے اور اس کا دل ایمان کے ساتھ مطمئن ہو بلکہ وہ) دل سے اور) دل کھول کر کفر کرے۔ تو ایسوں پر اللہ کا غضب ہے اور انکو بڑا سخت عذاب ہوگا]۔ (النحل)

اصل کفر اور غیر ارادی کفریہ کلمات:

اللہ تعالیٰ اپنی پناہ میں رکھے۔ کافر وہ ہے جس نے کفر کے لیے اپنے دل کو کھول دیا۔ لہٰذا کافر ہونے کے لیے کفر پر شرح صدر اور دل کا اطمینان ضروری ہے اور یہ کہ اس کا دل اس پر خوب پر سکون ہو۔ لہٰذا شرعی عقائد میں واقع ہونے والے محض اضطرابات اور بے قراری کی کیفیت کا اعتبار نہیں ہوتا۔ خصوصا جب ایسی اضطراری کیفیت لاعلمی پر مبنی ہو اور اہل اسلام کی مخالفت کا پورے جزم سے جزبہ بھی نہ رکھے۔

اگر ایسے کسی شخص سے کوئی ایسی بات سرزد ہو جائے جس سے وہ شخص اسلام سے خروج وملت کفر میں داخل ہونے کا ارادہ نہ رکھتا ہو تو ایسے کسی لفظ کا اعتبار نہ کیا جائے گا جو کسی مسلمان کے منہ سے غیر ارادی طور پر نکل جائے اور وہ لفظ کفر پر دلالت کرتا ہو مگر وہ اس کے معنی کا اعتقاد نہ رکھتا ہو۔ اگرچہ یہ سارے امور ہی انتہائی قابل نکیر، حرام اور ممنوع ہیں۔ اور ایسے کسی بھی لفظ کو ادا کرنے والے شخص پر نکیر کرنی چاہیے اور اسے ایسے الفاظ سے خوب پرہیز کرنا چاہیے اور اس سلسلہ میں حق بات کی وصیت کرنی چاہیے لیکن اس شخص کے کافر ہو جانے کا حکم وفتوی اور جزم ویقین نہیں کرنا چاہیے۔

لرزشیں:

مسلمانو! مسئلہ تکفیر میں بڑوں بڑوں کے قدموں میں لرزش آ گئی ہے جو نہیں آنی چاہیے تھی۔ بڑے بڑے اہل فہم وفراست بہک گئے ہیں جنھیں کہ نہیں بہکنا چاہتے تھا۔ زبانیں اور قلمیں بلاعلم و برہان ہی اس رو میں بہہ گئے ہیں جبکہ اس معاملہ میں خوب احتیاط وپرہیز کی ضرورت اور انھیں ان امور سے بچانا ضروری ہے جس کا مقابلہ کوئی چیز نہیں کر سکتی، اسی طرح مسلمانوں میں اتحاد واتفاق پیدا کرنے کی کوشش کرنی چاہیے کیونکہ تفریق، نفرت اور نااتفاقی کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ ہر شخص اپنی رائے پر اڑ جاتا ہے، ہر شخص صرف اپنے آپ کو ہی درجۂ کمال پر براجمان سمجھتا ہے، ہر شخص اپنے ہی مذہب ومسلک کو پسند کرتا ہے اور وہ صرف اپنی ذات اور صرف اپنے اہل وعیال کے سلسلہ میں ہی غیرت کھانے لگتا ہے وہ اپنے مسلمان بھائیوں کو حقیر سمجھنے لگتا ہے ان کے مسلک کو بیکار جانتا ہے اور ان کی گرد غبار اڑاتا اور ان پر کیچڑ اچھالتا ہے۔ ایسے میں دلوں میں نفرت بھر جاتی ہے اور ایک دوسرے سے قطع تعلّق کی نوبت آ جاتی ہے اور دعوت الی اللہ کا کام کمزوری میں مبتلا ہو جاتا ہے، اور علم کا فائدہ کم پڑ جاتا ہے اور دعوت و تبلیغ کی قبولیت ماند پڑ جاتی ہے۔ دشمن زور کر جاتا ہے اور قسم ہے اللہ کی دشمن یہی) تفرقہ وتنافر بین المسلمین) ہی تو چاہتے ہیں۔۔۔ فلا حول ولا قوۃ الا باللہ۔۔۔

ارشاد الٰہی ہے:

[اے ایمان والو! جب تم اللہ کی راہ میں (جہاد کے لئے باہر) نکلو تو تحقیق کر لیا کرو اور جو شخص تم سے سلام علیک کرے اس سے یہ نہ کہو کہ تم مومن نہیں ہو، اور اس سے تمھاری غرض یہ ہو کہ دنیا کی

زندگی کا فائدہ اٹھاؤ، سو اللہ کے پاس بہت سی غنیمتیں ہیں۔ تم بھی تو پہلے ایسے ہی تھے۔ پھر اللہ نے تم پر احسان کیا تو (آئندہ) تحقیق کر لیا کرو اور جو عمل تم کرتے ہو اللہ کو سب کی خبر ہے]۔

اس کا یہ مطلب بھی نہیں کہ۔۔۔:

مسلمانو! جب تکفیر کی خطرناکی، اس کا ایک بہت بڑا اقدام ہونے اور قول تکفیر کے بہت ہی شدید ہونے کی بات طے کی جا رہی ہو تو اس کا یہ معنی بھی ہرگز نہیں ہوتا کہ مسائل کے سلسلہ میں تساہل و سستی کا مظاہرہ کیا جائے اور اللہ اپنی پناہ میں رکھے۔۔ ارتداد کا دروازہ ہی بند کر دیا جائے۔ اور جو شخص دلیل و برہان کے ساتھ کافر ثابت ہو جائے اس کے بھی ایمان دار ہونے کا فیصلہ صادر کر دیا جائے۔ اور کفر کے لئے جسے شرح صدر حاصل ہو اور سرکشی پر اترا ہوا ہو اسے بھی مومن ہی مانا جائے۔ ہرگز نہیں، بلکہ دراصل مقصود اس مسئلے کی خطرناکی کو بیان کرنا اور اس کے ابواب میں گھسنے سے اور اس کا فتوی دینے کی جرأت و جسارت سے گریز کیا جائے۔ یہاں تک کہ بعض اہل علم نے تو یہاں تک کہا ہے:

"اگر آپ مر جائیں اور آپ نے فرعون کے بارے میں کوئی لفظ بھی نہ کہا ہو تو قیامت کے دن اللہ آپ کو اس بات پر نہیں پکڑے گا"۔ اللہ آپ پر رحم فرمائے۔۔۔

اہل علم کے نزدیک تکفیر بڑا ہی خطرناک مسئلہ ہے۔ اس کی کئی شرطیں اور موانع ہیں جنھیں اہل علم نے تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ ایک شخص کو وہ نصوص نہیں پہنچیں جو کہ حق کی معرفت حاصل کرنے کو واجب قرار دیتی ہیں۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس کے پاس وہ نصوص تو ہوں مگر وہ اس کے یہاں ثابت نہ ہوں یا وہ انھیں سمجھ نہ پایا ہو۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ بعض شکوک و شبہات میں مبتلا ہو جن کی بناء پر اللہ اسے معذور قرار دے دے۔

جو شخص اہل ایمان میں سے ہو اور طلب و تلاش حق کے لئے اجتہاد و کوشش کرے مگر غلطی کر جائے تو اللہ اس کی وہ غلطی بخش دے گا وہ شخص چاہے کوئی بھی کیوں نہ ہو اور وہ مسئلہ نظری و اعتقادی ہو یا عملی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، جمہور آئمہ اسلام اور اہل علم کی یہی رائے ہے۔ وہ کبھی کسی کام کے کفر ہونے کا فیصلہ دیتے ہیں اور وہ اس بات کا فیصلہ نہیں دیتے کہ جو بھی

اس کام میں واقع ہو گیا وہ ملت اسلامیہ سے خارج (کافر) ہو گیا ہے۔ کیونکہ اس کے کافر قرار دیے جانے کے لیے شرط یہ ہے کہ اس کے پاس کوئی قابل قبول عذر (سوء فہم، غلط فہمی یا شبہ وغیرہ) نہ ہو۔

اللہ تعالی آپ پر رحم فرمائے۔ اللہ کا تقوی اختیار کرو اور اپنی زبانوں کو کنڑول میں رکھو۔ شیطان تمھیں کسی کی دشمنی پر آمادہ نہ کردے اور تم حق پر متحد و متفق رہو، ارشاد الہی ہے:

"اور نیکی و پرہیزگاری کے کاموں میں ایک دوسرے کا تعاون کرو، اور گناہ و ظلم کی باتوں میں باہم مدد و تعاون نہ کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو، بیشک اللہ بڑے سخت عذاب والا ہے"۔

(المائدہ 3 :)

وصلی اللہ وسلم علی نبینا محمد وعلی آلہ وصحبہ اجمعین

سبحان ربك رب العز عما یصفون و سلام علی المرسلین

و الحمد للہ رب العالمین

بتاریخ 22/ 7/ 1424ھ 19/ 9/ 2003ء